مانعین زکوۃ کے خلاف صدیق اکبر رض کا جہاد

رفیع اللہ

امت مسلمہ کو آج تک جن عظیم فتنوں سے دو چار ہونا پڑا ہے ، ان میں سب سے زیادہ خطرناک فتنۂ ارتداد تھا جس نے حضور صلعم کی وفات کے فوراً بعد امت کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ۔ یہ حضرت ابو بکر صدیق کا تدبر اور ان کی دور اندیشانہ نظر تھی جس نے اس فتنہ کا بالکل قلع قمع کردیا ورنہ معلوم نہیں مسلمانوں کو کن کن مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ زمانے کے ساتھ ساتھ اس واقعہ کی تاریخی تفصیلات بھی ذھنوں سے محو ہوتی چلی گئیں اور اس کا سطحی سا تصور باقی رہ گیا جس کی وجہ سے اکثر اس واقعہ سے غلط استدلال کیا جاتا ہے ۔ یہاں تک کہ بعض حضرات نے تو اس سے قتل ناحق جیسے اہم معاملات کا جواز نکالنے کی کوشش کی ہے ۔ چنانچہ ایک ” عالم قانون اسلامی “ فرماتے ہیں ۔

> ” مگر ان سب نظیروں سے بڑھ کر وزنی نظیر اہل ردہ کے خلاف حضرت ابو بکر صدیق کا جہاد ہے اس میں صحابہ کرام کی پوری جماعت شریک تھی ۔ اس سے ابتدا میں کسی نے اگر اختلاف کیا بھی تھا تو بعد میں وہ اختلاف اتفاق سے بدل گیا تھا ۔ لہذا یہ معاملہ اس بات کا صریح ثبوت ہے کہ جن لوگوں نے براہ راست نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دین کی تعلیم پائی تھی ان سب کا متفقہ فیصلہ یہ تھا جو گروہ اسلام سے پھر جائے اس کے خلاف اسلامی حکومت کو جنگ کرنی چاہئے ۔ (۱)

---

(۱) ” مرتد کی سزا اسلامی قانون میں “ از مولانا مودودی صفحہ ۲۳

اس واقعہ سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ یہ لوگ زکواۃ نہ دینے کی وجہ سے مرتد قرار دے دیئے گئے تھے لہذا قتل کے مستحق ٹھہرے - اس لئے جو شخص بھی دین بدلے، اس کی سزا قتل ہے - چاہے اس کا فعل نیک نیتی پر مبنی کیوں نہ ہو - حالانکہ شریعت نے جس مرتد کے قتل کا حکم دیا ہے اس کے متعلق یہ واضح تصریح کی گئی ہے کہ دین بدلنے کے ساتھ ہی وہ مسلمانوں کے خلاف برسر پیکار ہوجائے- ” رجل خرج من الاسلام فیحارب اللہ عز و جل و رسولہ - (۲) چونکہ یہاں یہ مسئلہ زیر بحث نہیں ہے اس لئے اس کی تفصیلات میں جانے سے خلط مبحث ہوجائے گا - اشارتاً یہی کافی ہے کہ ایسا مرتد اس وقت مستوجب قتل ہوگا جب وہ مسلمانوں کے خلاف تلوار اٹھائے گا - ما نعین زکوۃ بھی اس جرم کے مرتکب ہوئے تھے لیکن ان کے جرم کا یہ پہلو نظر انداز کردیا جاتا ہے -

ہمارے ملک میں کفر سازی کے سلسلے میں جس غیر ذمہ داری اور غلو سے کام لیا جاتا ہے اس سے شائد ہی کوئی فرد بشر ناواقف ہوگا اور شائد ہی کوئی کام کا آدمی اس اندھی تلوار کے وار سے بچا ہو - اگر خدا نخواستہ ایسے لوگوں کو بھی ”اختیار“ کے اظہار کا موقع مل جائے تو امت کا جو حشر ہوگا اس کے متعلق کسی قیاس آرائی کی ضرورت نہیں - یعنی اب جس شخص پر کفر کا فتوی لگا کر چھوڑ دیا جاتا ہے اس وقت ایسا کرنے کے بعد اس کی جان بخشی بھی مشکل ہو جائے گی - اور یہ سب کچھ مچے دین اسلام کے نام پر ہوگا، جس نے دنیا کو احترام انسانیت کا سبق دیا - اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس اہم واقعہ کی تاریخی تفصیلات سے عامۃ الناس کو روشناس کرایا جائے -

مانعین زکوۃ کے متعلق عام طور پر یہ ذہن نشین کرایا جاتا ہے کہ ان لوگوں کا جرم صرف یہی تھا کہ انہوں نے نہ صرف زکواۃ ادا کرنے سے معافی چاہی تھی جس کی وجہ سے وہ مرتد قرار دے دئے گئے تھے ویسے وہ بڑے بےضرر انسان تھے اور یہ کہ حضرت ابو بکر صدیق نے صرف زکواۃ نہ دینے کی وجہ

---

(۲) رواہ النسائي -

سے ان کے خلاف جہاد کیا تھا ۔ اس سلسلے میں عام طور پر ان کا یہ فرمان نقل کیا جاتا ھے کہ اگر ان لوگوں نے عقال (اونٹ باندھنے کی رسی) دینے سے بھی انکار کیا تو ان کے خلاف جہاد کیا جائے گا ۔

اب چونکہ عقال کا زکوۃ میں دینا لازمی نہیں ھے اس لئے اس بنا پر لڑائی بھی جائز نہیں ۔ اسی بنا پر علماء نے اس کے معنی پر خوب بحثیں کی ھیں اور اس کے دوسرے معانی متعین کرنے کی کوشش کی ھے ۔ علامہ شوکانی اس موضوع پر بحث کرتے ھوئے لکھتے ھیں ۔

" فذهب جماعة الی ان المراد بالعقال زکاة عام قال النووی و هو معروف فی اللغة کذلک ۔ و هذا قول الکسائی و النصر بن شمیل و ابی عبید و البرد وغیرهم من اهل اللغة و هو قول جماعة من الفقهاء قال و العقال الذی هوالحبل تعقل به البعیر لا یجب دفعه فی الزکوة فلا یجوز القتال علیه ۔" (۳)

" اهل علم کی ایک جماعت کے نزدیک عقال سے مراد عام زکوة ھے ۔ امام النووی فرماتے ھیں کہ یہ لغت میں اس معنی میں مشہور ھے اور یہی قول الکسائی، نصر بن شمیل، ابو عبید، علامہ المبرد اور دوسرے اھل لغت کا ھے ۔"

فقہاء کا ایک گروہ بھی اس کے یہی معنی لیتا ھے ۔ کیونکہ عقال جس سے اونٹ کو باندھا جاتا ھے، وہ زکواۃ میں واجب الادا نہیں ۔ اس لئے اس کے لئے قتال بھی جائز نہیں ۔ تاھم جو اھل علم اس سے اونٹ باندھنے کی رسی مراد لیتے ھیں وہ اس کی یہ توجیہ کرتے ھیں کہ چونکہ اس سے مبالغہ مراد ھے اس لئے حقیر سے حقیر چیز کا ذکر کیا گیا ھے اور اگر اس سے عام صدقہ کے معنی مراد لئے جائیں تو مبالغہ کا مفہوم حاصل نہیں ھوتا ۔

بہر حال عقال کا جو مفہوم بھی لیا جائے، یہ خیال بالکل غلط ھے کہ مانعین زکوة کوئی بے ضرر انسان تھے اور صرف زکوة نہ دینے کی وجہ سے

---

(۳) نیل الاوطار جلد ۴ صفحہ ۱۲۹ ۔

انہیں مرتد قرار دیکر ان کے خلاف جہاد کیا گیا - حقیقت یہ ہے کہ زکوۃ کے انکار کے ساتھ ہی انہوں نے مسلمانوں کو ختم کرنے کے لئے ان کے خلاف تلوار بھی اٹھائی جیساکہ بخاری شریف کے شارح علامہ عینی فرماتے ہیں :

انما قاتل الصدیق مانعی الزکوۃ لانهم امتنعوا بالسیف ونصبوا الحرب للامة (٤) -

حضرت ابو بکر صدیق نے مانعین زکوۃ کے خلاف اس لئے جہاد کیا کہ انہوں نے تلوار کے ذریعہ زکوۃ کا انکار کیا اور مسلمانوں کے لئے لڑائی کا بازار گرم کیا -

عہد رسالت کے بہت سے واقعات اس پر شاہد ہیں کہ صرف زکوۃ نہ لینے سے کسی کی خلاف جہاد واجب نہیں ہو جاتا - حضور صلعم نے ایسے لوگوں سے کسی قسم کا تعرض نہ فرمایا بلکہ متعدد ایسے واقعات ملتے ہیں کہ آپ نے ایسے لوگوں کی بیعت تک قبول فرمالی -

پہلا واقعہ

”عن نصر بن عاصم اللیثی عن رجل منهم انه اتی النبی علی ان یصلی صلوتین فقبل منه - رواه احمد - وفی لفظ له ان لایصلی الا صلوۃ فقبل منه (٥)

نصر بن عاصم اللیثی اپنے میں سے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا کہ وہ صرف دو نمازیں پڑھے گا تو آپ نے اسے منظور فرمالیا - احمد نے اسے روایت کیا - دوسری روایت میں صرف ایک نماز کا ذکر ہے جسے رسول اللہ صلعم نے قبول فرمالیا تھا -

(۴) عینی شرح صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۳۹ ۔
(۵) نیل الاوطار جلد ۷ صفحہ ۲۱۰ -

دوسرا واقعه

عن وهب قال سالت جابراً عن شان ثقیف اذا بایعت فقال اشترطت علی النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم ان لا صدقة علیها ولا جہاد و انه سمع النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم بعد ذالک یقول ویتصدقون ویجاهدون ۔ رواه ابوداؤد

حضرت وهب سے روایت ہے که انهوں نے حضرت جابر سے قبیله ثقیف کی بیعت کے واقعه کے متعلق دریافت کیا ۔ تو انهوں نے بتایا که انهوں نے صدقه اور جہاد سے معافی کی شرط پر بیعت کی اور یه که اس کے بعد اس نے حضور صلعم کو یه فرماتے ہوئے سنا که مستقبل قریب میں یه لوگ (خود بخود) صدقه بھی دیں گے اور جہاد میں بھی حصه لیں گے ۔ (٦)

ان احادیث کو نقل کرنے کے بعد علامه شوکانی فرماتے ہیں :

هذه الاحادیث فیها دلیل علی انه یجوز مبایعة الکافر و قبول اسلام منه وان شرط شرطاً باطلاً

که یه احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں که کسی کافر کا قبول اسلام باطل شرط کے ساتھ بھی جائز ہے ۔ (٧)

مرتدین کی شرائط کا انکار

دراصل مرتدین نے مسلمانوں کی کمزوری جانچنے کے لئے نماز اور زکوٰۃ سے معافی چاہنے کا بہانه بنایا ۔ جب ان کا وفد اس مقصد کے لئے حضرت ابو بکر صدیق سے بات چیت کرنے آیا تو آپ نے ان کے خطرناک ارادے کو بھانپ لیا اس لئے ان کی شرائط کو بالکل رد کیا حالانکه باقی صحابه ان کی شرائط مان لینے کے حق میں تھے ۔ چنانچه اس وفد کے چلے جانے کے بعد حضرت ابو بکر

(٦) یضاً ۔
(٧) ایضاً ۔

صدیق نے صحابہ کرام کو ان الفاظ سے خطاب فرمایا ۔

ان الارض کافرة وقد رأی وفدهم منکم قلة وانکم لا تدرون أليلاً توتون ام نهاراً وادناهم منکم علی بريد وکان القوم مائلون ان نقبل منهم ونوادعهم وقد ابينا عليهم ونبذنا اليهم عهدهم فاستعدوا ۔

معلوم ہونا چاہئے کہ ملک اب کافر ہوگیا ہے اور ان کے وفد نے تمہاری قلت کا اندازہ کرلیا ہے۔ اس لئے اس بات کا ہر وقت اندیشہ ہے کہ وہ رات کو یا دن کو کسی وقت حملہ کردیں - ان کا قریبی لشکر ہم سے ایک منزل کے فاصلہ پر ہے - رفقاء اس بات پر مائل تھے کہ ہم ان کی شرائط مان لیں اور ان سے معاہدہ کرلیں لیکن ہم نے اس سے انکار کردیا اور ان کا عہد انہیں لوٹا دیا ۔ پس تم ان کے حملہ کا جواب دینے کے لئے تیار ہوجاؤ - (۸)

حضرت ابو بکر صدیق نے تو ان کی گفتگو سے یہ اندازہ فرمالیا تھا کہ یہ لوگ شر پر آمادہ ہیں - لیکن پھر بھی پہل مسلمانوں کی طرف سے نہیں ہو رہی - مسلمان صرف مدافعت کے لئے تیار ہو رہے تھے - چنانچہ صدیق اکبر کا خدشہ صحیح ثابت ہوا اور تین چار دن کے بعد انہوں نے مدینہ شریف پر چڑھائی کی - طبری کی روایت ہے :

فما لبثوا الا ثلاثاً حتی طرقوا المدينة غارة مع الليل وخلفوا بعضهم بذي حسّى ليکونوا لهم ردأ ۔

اور تین ہی دن گزرے تھے کہ انہوں نے رات کے وقت مدینہ شریف پر چھاپا مارا اور لشکر کے ایک حصے کو ذی حسی میں چھوڑ آئے تاکہ وہ ان کے پیچھے حفاظت کریں - (۹)

---

(۸) تاریخ طبری جلد ۴ صفحہ ۱۸۷۵ ۔
(۹) ایضاً صفحہ ۱۸۶۵ ۔

اور اس کے ساتھ ھی انھوں نے ان تمام مسلمانوں کو تیغ کردیا جنھوں نے راہ ھدایت کو چھوڑنے سے انکار کردیا - علامہ ابن خلدون فرماتے ھیں -

فوثب بنو ذبیان و عبس علی من فیھم من المسلمین و فعل ذلک غیرھم من المرتدین - (۱۰)

رسول اللہ صلعم کی وفات کی خبر سنتے ھی قبیلہ بنو ذبیان اور عبس نے اپنے اپنے قبیلہ کے بقیہ مسلمانوں کو (جنھوں نے مرتد ھونے سے انکار کردیا تھا) حملہ کرکے موت کے گھاٹ اتار دیا - دوسرے قبائل نے بھی اپنے اپنے قبیلہ کے بقیہ مسلمانوں کے ساتھ یہی سلوک کیا -

تاریخ کی تمام مستند کتابوں میں اس واقعہ کا ذکر ھے - مورخ طبری نے بھی کم و بیش یہی الفاظ درج کئے ھیں -

فوثب بنو ذبیان و عبس علی من فیھم من المسلمین و قتلو ھم کل قتلة وفعل من وراء ھم فعلھم - (۱۱)

بنو ذبیان اور عبس کے لوگ اپنے اپنے بقیہ مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے اور انھیں بری طرح قتل کیا - دوسرے مرتدین نے بھی ان کے فعل کی پیروی کی -

کیا ان سنگین حالات کے بعد بھی کسی انتظار کی گنجائش تھی - بعض روایات میں تو یہاں تک آتا ھے کہ ان ظالموں نے بیکس مسلمانوں کو قتل کرنے کے بعد ان کے جسم کا مثلہ کیا یعنی ان کے مختلف اعضاء کاٹ لئے اور ان کو آگ میں جلا دیا - یہی وجہ تھی کہ جب لوگوں کو شکست ھوئی تو سیف اللہ حضرت خالد بن ولید نے اس وقت تک ان کو معافی دینے سے انکار کردیا ، جب تک کہ وہ ان مجرموں کو پیش نہ کردیں جنھوں نے بے گناہ مسلمانوں کو قتل کرکے ان کا مثلہ کیا تھا - طبری نے اس واقعہ کو اس طرح بیان کیا ھے -

---

(۱۰) تاریخ ابن خلدون جلد ۲ صفحہ ۶۶ -

(۱۱) تاریخ طبری جلد ۴ صفحہ ۱۸۷۷ -

والم یقبل خالد (بعد ھزیمتھم) من احد من اسد و غطفان و سلیم ولا طئی الا ان یا توا بالذین حرقوا و عدوا علی اھل الاسلام فی حال ردتھم - (۱۲)

یعنی جب قبیله اسد عظفان ھوازن سلیم اور طیی کو شکست ھوگئی تو حضرت خالد بن ولید نے ان کو معافی دینے سے انکار کردیا، جب تک که وه ان لوگوں کو پیش نه کریں جنھوں نے مرتد ھوجانے کے بعد مسلمانوں کو آگ میں جلایا تھا ، ان کا مثله کیا تھا اور ان پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے تھے -

ان تاریخی تفصیلات سے یه بات اچھی طرح واضح ھوجاتی ھے که ان لوگوں کا اصلی جرم کیا تھا اور ان کے خلاف کیوں جنگ کی گئی- اور اس کے بعد قارئین ھی یه فیصله کریں که اس واقعه میں کہاں تک قتل مرتد کے جواز کی تائید ملتی ھے - (۱۳)

* * *

[جہاں تک پانچ فرض نمازوں کے بجائے ایک یا دو نمازیں پڑھنے کی اجازت دینے اور صدقه اور جہاد سے مستثنیٰ کرنے کا سوال ھے ، ظاھر ھے رسول مقبول علیه الصلوٰۃ والسلام کا اس سے مقصد کفار کی تالیف قلب تھی - کیونکه آپ ص جانتے تھے که جیسے ھی وه دائره اسلام میں داخل ھوں گے - لازماً وه فرائض دینی کے عادی ھوجائیں گے - گویا اس رعایت کی حیثیت عارضی تھی -

مانعین زکوۃ کے خلاف فوج کشی کرنے کی دوسری وجه یه بھی ھوسکتی ھے که مدینه منوره میں ایک باقاعده مرکزی حکومت کا قیام عمل میں آچکا تھا' اور زکوۃ دینے سے انکار در اصل اس مرکزی حکومت کی اطاعت سے انکار تھا، جسے آج کل بغاوت کہا جاتا ھے -] مدیر

---

(۱۲) تاریخ طبری جلد ۴ صفحه ۱۶۰۰ -

(۱۳) قتل مرتد سے ھماری مراد یه ھے که اپنے مسلک کے مخالف کو کافر قرار دیکر اس پر قتلِ مرتد کے احکام کا اطلاق کیا جائے (ر-۱)